OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

معاشی خود کفالت کا اسلامی تصور

Concept of Economic Self-sufficiency in Islam

Ahmad Bilal
M. Phil Scholar, Islamic Studies, University of Sargodha
Muhammad Hasnain Muawiya
M. Phil Scholar, Islamic Studies, University of Sargodha
Umar Nisar Malik
M. Phil Scholar, Islamic Studies, University of Sargodha

Abstract

Prophet Muhammad (peace be upon him) stated that the best earnings are those earned through one's own efforts. In this regard he cited the example of the Prophet David, who used to earn his livelihood with his own hands. Quran emphasizes the concept of self-sufficiency in the verse: "Was not the earth of Allah spacious enough for you to emigrate therein?" (Quran 4:97). Prophet's companions, including Abu Bakr and Umar (may Allah be pleased with them), continued his practicing his teacings and deeds. Concept of migration is not solely about physically moving from one place to another; it also encompasses the idea of actively working for one's livelihood. Prophet Muhammad (peace be upon him), the best of all creation, engaged in trade to support himself and his family. He set an example for his followers by emphasizing the value of earning a living through honest labor. This paper argues that Islam encourages self-sufficiency and discourages dependency on others, as evidenced by the teachings and actions of the Prophet Muhammad (peace be

upon him) and his companions. By adhering to these principles, societies can achieve economic stability and eradicate poverty, ultimately fostering a prosperous and pleasant community.

Keywords: *Economics, self-sufficiency, Islam*

تمہید

اس آرٹیکل میں ہمارا موضوع اسلام میں معاشی خود کفالت کا تصور ہے۔ اس موضوع پر بحث کرنے سے پہلے معاشیات کی مبادیات کی وضاحت ضروری ہے۔ معاشیات سے متعلق تین قسم کے الفاظ کا استعمال بہت عام ہے: ا۔ معاشیات ۲-اکنامکس ۳۔ اقتصادیات۔

معاشیات

معاش" عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے حروف اصلی (ع ی، ش) "عیش" ہے، جس کے لغوی معنی "زندہ رہنے، گزران، خوراک اور رزق" کے ہیں۔ امام راغب اصفہانی نے یوں تعریف بیان کی ہے: العيش الحياة المختصة بالحيوان ، وهو أخص من الحياة، لأن الحياة تقال في الحيوان،و في الباري تعالى ، و في الملك ، ويشتق منه المعيشة لما يتعيش منه۔[1] عیش وہ زندگی ہے جو حیونات کے ساتھ خاص ہے اور یہ "الحیاۃ" کے مقابلہ میں زیادہ خاص ہے اس لیے کہ "الحیاۃ" کا لفظ حیوان باری تعالی اور ملائکہ سب کے لئے بولا جاتا ہے اور "المعیشۃ" لفظ "العیش" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں سلمان زیست، کھانے پینے کی (زندگی بسر کرنے کی تمام اشیاء)۔ انسانی زندگی کے لیے بقاء کے لیے تمام سرگرمیاں معیشت کے اصطلاحی مفہوم میں آتی ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن خلدون یوں رقم طراز ہوتے ہیں:"المعاش هو عبارة عن ابتغاء الرزق و السعي في تحصيله".[2] معاش رزق تلاش کرنے اور اس کے حصول کے لئے کوشش کا نام ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے مطابق: وهو الحكمة الباحثة عن كيفية إقامة المبادلات والمعاونات والإكساب على الارتفاق الثاني.[3] (یہ علم اشیاء کے تبادلے کے نظام، باہمی تعاون کے قیام اور روزی کمانے کے ذرائع سے بحث کرتا ہے)۔

اکنامکس

معاشیات کے لیے انگریزی زبان میں "Economics" اصلاح استعمال ہوتی ہے۔ اکنامکس لفظ دراصل لاطینی لفظ " Oik Nomos" سے نکلا ہے، جس کے معنی طور طریقہ اور گھریلو ضابطہ وغیرہ کے ہیں۔ پروفیسر رابنز نے Economics کی تعریف یوں بیان کی ہے:

> "Economics is the science that studies human behavior as a relationship between ends and scarce means with alternative uses".[4]
>
> اکنامکس ایک ایسا علم ہے جس کے زریعہ سے ہم انسانی رویہ کا مطالعہ کرتے ہیں جب اسے لامحدود ذرائع کا سامنا کرنا پڑے۔ جبکہ ان محدود ذرائع کا متنوع استعمال ہوں۔

اقتصادیات

ڈاکٹر احمد شرباصی کے مطابق: "علم الاقتصاد" ہر اُس شے سے بحث کرتا ہے جو کثرت مال وزر، رزق کمانے، کسی شے کا مالک ہونے اور خرچ کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اور علم الاقتصاد پیداوار اور مال بڑھانے کے مسائل، نفع حاصل کرنے اور خدمات فراہم کرنے کے مسائل اور غناء فقر کے مسائل پر بحث کرتا ہے۔[5] مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی اقتصاد کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: لغت کی زبان میں قصد و اقتصاد "میانہ روی اور اچھے چلن کا نام" ہے، مگر علمی اصطلاح میں ایسے وسائل کی دریافت کو کہتے ہیں جو دولت و ثروت کے پیدا کرنے کے مناسب طریقے، اس کے خرچ کے صحیح استعمال اور اس کی ہلاکت و بربادی کے حقیقی اسباب بتا سکیں، اس لیے "علم الاقتصاد" اس علم کا نام ہے، جو ان وسائل سے بحث کرتا ہے، اور ان کے صحیح وغلط ہونے پر مطلع کرتا ہو۔[6]

اسلام اور معیشت

اسلام دین فطرت ہے اور فطرت سے متصادم کسی چیز یا عمل کو قبول نہیں کرتا۔ فطرت کا یہ اصول نہ صرف انسانوں بلکہ چرند پرند میں بھی پایا جاتا ہے اسی اصول کے تحت وہ اپنی روزی کی تلاش کے لیے جستجو کرتے ہیں۔ روزی کی یہی تلاش بعض جانوروں کو دوسرے جانوروں سے متمیز کرتی ہے۔ مثلا سبزی خور، گوشت خور، اور رینگنے والے جانور لہذا ان تینوں قسم کے جانوروں کی خصوصیات بھی ایک دوسرے کے بالکل برعکس یا متصادم ہوتیں ہیں۔ کچھ جانور جنکی اکثریت حلال جانوروں پر مشتمل ہے مثلا گائے، بھینس، بکری، ہرن اور انکی اقسام سبزی خور ہیں جبکہ دیگر شکاری جانوروں میں شیر، چیتا، بلی، لگڑ بگڑ اور انکی اقسام جو ان سبزی خور جانوروں کا پیٹ چاک کر کہ اپنی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ جبکہ بعض رینگنے والے جانور ہیں۔ ہر ایک جاندار اپنی خوراک کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ جانوروں کی بعض اقسام اپنی خوراک کو محفوظ بھی کرتیں ہیں جن میں چینونٹی وغیرہ شامل ہے۔ بہت سارے پرندے اور جانور موسمیاتی تبدیلی کے باعث ہجرت بھی کر جاتے ہیں۔ جیسے ہمارے ملک پاکستان میں ہر سال ہزاروں پرندے سردیاں گزارنے روس کے علاقوں سے یہاں چلے آتے ہیں اور پھر موسم گرما شروع ہوتے ہی واپس اپنے علاقوں کو چلے جاتے ہیں۔ بعینہ یہی صورتحال انسانوں کے ساتھ بھی ہے۔

بہت سے انسان ماضی میں بھی اور اب بھی اپنی روزی کی تلاش میں ہجرت کرتے ہیں۔ کچھ مذاہب کے ہاں جیسے ہندو مت یا سکھ مت ان مذاہب میں گوشت کھانے کی ممانعت ہے یعنی یہ سبزی خور ہیں۔ ہم انسان بھی ایک سماجی حیوان ہیں، لیکن اللہ رب العزت نے ہمیں عقل و خرد کی دولت سے سرفراز کر کہ اور اپنا خلیفہ بنا کر دیگر تمام مخلوقات پر فوقیت عطا فرمائی ہے۔ انسانی زندگی میں مختلف تہذیبیں، مذاہب اور ثقافتیں انسان کے اندر نکھار پیدا کرتیں ہیں جنکی بنیاد پہ انسان مہذب زندگی گزارتا ہے اور اشرف المخلوقات ہونے کا سہرا اپنے سر سجاتا ہے۔ اگر اس تہذیب کو انسان کے اندر سے نکال دیا جائے تو انسان جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا: " أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ "یہ لوگ جانور ہیں یا جانوروں سے بھی بدتر۔[7] اسی طرح روزگار کے لیے جہاں انساں کا جینا محال ہو جائے وہاں سے ہجرت کر جانے کا حکم بھی اللہ رب العزت نے ہمیں قرآن پاک میں دیا ہے: أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا۔ " اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔"[8]

یہ ہجرت تمام انبیاءؑ نے کی اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حصول معاش کے لیے اپنے قبیلہ کے دیگر افراد کی طرح سامان تجارت لیکر شام گئے اور خاطر خواہ منافع لیکر واپس آئے پھر نبوت کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عرصہ حیات تنگ

ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اولا حبشہ کو ہجرت کر گئے اور بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی مدینہ منورہ کی ہجرت فرما گئے۔ ہجرت سے پہلے تین سال تک مسلمانوں کو ایک گھاٹی جسے بعد میں شعب ابی طالب کے نام سے منسوب کر دیا گیا تھا میں محصور کر دیا گیا اس محاصرے کے دوران مسلمانوں کو شدید معاشی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مکمل مقاطعہ کی وجہ سے مسلمانوں کو پتے تک چبانے پڑ گئے۔ جب مسلمان ہجرت کر کہ مدینہ پہنچے تو انکی معاشی صورتحال ناگفتہ بہ تھی۔ اس وقت پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عظیم معاشی تدبیر اپنائی جو رہتی دنیا تک کہ انسانوں کے لیے ایک مشعل راہ ہے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے کسی غیر مسلم سے ادھار لینے کی بجائے مدینہ کے مسلمانوں اور مہاجرین کے درمیان ایک میثاق قائم کیا جسے میثاق مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہمارے دیار میں ایک عام بات چلتی ہے کہ تین چیزیں انسان کو برباد کرتیں ہیں اگر انھیں وقت پہ سنجیدہ نہ لیا جائے جن قرض، مرض اور فرض شامل ہے تو یہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجائے وہاں پہ موجود یہود سے قرض لینے کہ جن کا پیشہ اور شیوہ ہی سود پر قرض دینا اور پھر اس انسان کو تباہ کر دینا ہے ان سے قرض نہیں لیا بلکہ ہر مہاجر کو اپنے ایک انصاری صحابی کا اسلامی بھائی بنا دیا ان انصاریوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کی ہر طرح مدد کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے مہاجر کو ہر طرح کی معاشی پیشکش کی کہ میں مدینہ کا سب سے مالدار شخص ہوں آپ کی ہر طرح مدد کر سکتا ہوں جیسا آپ چاہیں حتیٰ کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو پیشکش کی کہ میری دو بیویاں ان میں سے جو آپ کو پسند آئے میں اس کو فارغ کر دوں آپ عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کر لینا۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ جو خود ایک مشہور تاجر تھے اور تجارت کرنا جانتے تھے نے فرمایا کہ آپ کا بہت شکریہ آپ صرف مجھے بازار کا راستہ بتا دیں میں خود اپنے لیے انتظام کر لوں گا۔

قال عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه: لما قدمنا المدينة آخى رسول الله ﷺ بيني وبين سعد بن الربيع، فقال سعد بن الربيع: إني أكثر الأنصار مالا، فأقسم لك نصف مالي، وانظر أي زوجتي هويت نزلت لك عنها، فإذا حلت، تزوجتها، قال: فقال له عبد الرحمن: لا حاجة لي في ذلك هل من سوق فيه تجارة؟ قال: سوق قينقاع، قال: فغدا إليه عبد الرحمن، فأتى بأقط وسمن، قال: ثم تابع الغدو، فما لبث أن جاء عبد الرحمن عليه أثر صفرة، فقال رسول الله ﷺ: تزوجت؟، قال: نعم، قال: ومن؟، قال: امرأة من الأنصار، قال: «كم سقت؟»، قال: زنة نواة من ذهب - أو نواة من ذهب -، فقال له النبي ﷺ أولم ولو بشاة[9] حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ صبح بازار تشریف لے گئے اور شام کو اپنے لیے انتظام کر کہ لائے آپ آہستہ آہستہ محنت کرتے رہے اور آخر وہ وقت بھی آیا کہ آپ مدینہ کے سب سے بڑے تاجر بن گئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اکثر مفلس قسم کہ صحابہ رضی اللہ عنہ تشریف لاتے اور کچھ تعاون کی درخواست کرتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک انصاری صحابی آئے اور معاشی تعاون کی درخواست کی تو آپؑ نے ان کی ظاہری حالت کو دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا کہ " تمھارے گھر میں کوئی چیز ہے " وہ کہنے لگا کہ ہاں ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ ہے آپؐ نے فرمایا دونوں چیزیں لے آوں وہ دونوں چیزیں لے کہ آیا تو آپ نے فرمایا صحابہ کرام سے کوئی ہے جو ان کو خریدا تا ہوں تو ایک صحابی نے کہا کہ میں ایک درہم میں لیتا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے آپؐ نے یہ بات دو تین دفعہ دوہرائی تو ایک آدمی کہنے لگا کہ میں دو درہم دیتا ہوں۔ آپؐ نے وہ دونوں چیزیں اسکو دیں اور اس سے دو درہم لے کہ صحابی سے فرمایا کہ جاؤ ایک درہم کا گھر والوں کے لیے راشن لے کہ جاؤں

اور دوسرے درہم سے کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤں۔ جب وہ کلہاڑی لے کہ حضورؐ کے دربار میں آیا تو آپؐ نے اپنے دست مبارک سے کلہاڑی میں لکڑی کا دستہ لگا دیا اور فرمایا جاؤ جنگل سے کاٹ کر لکڑیاں لا کر یہاں لا کر بیچا کروں اور پندرہ دن بعد میرے پاس آنا۔ پندرہ دن بعد جب وہ واپس آیا تو دس درہم کما چکا تھا جس سے اس نے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا کھانا خریدا اور آسودہ حال ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا یہ تیرے لیے اس چیز سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال کرنے کی وجہ سے تیرے چہرے پر برا نشان ہو۔

عن أنس بن مالك، أن رجلا من الأنصار، جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم يسأله، فقال: لك في بيتك شيء؟ قال: بلى، حلس نلبس بعضه، ونبسط بعضه، وقدح نشرب فيه الماء، قال: ائتني بهما، قال: فأتاه بهما، فأخذهما رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده، ثم قال: من يشتري هذين؟» فقال رجل: أنا آخذهما بدرهم، قال: من يزيد على درهم؟ مرتين أو ثلاثا، قال رجل: أنا آخذهما بدرهمين، فأعطاهما إياه وأخذ الدرهمين، فأعطاهما الأنصاري، وقال: اشتر بأحدهما طعاما فانبذه إلى أهلك، واشتر بالآخر قدوما، فأتني به ، ففعل، فأخذه رسول الله صلى الله عليه وسلم، فشد فيه عودا بيده، وقال: اذهب فاحتطب ولا أراك خمسة عشر يوما ، فجعل يحتطب ويبيع، فجاء وقد أصاب عشرة دراهم، فقال: اشتر ببعضها طعاما وببعضها ثوبا، ثم قال: هذا خير لك من أن تجيء والمسألة نكتة في وجهك يوم القيامة، إن المسألة لا تصلح إلا لذي فقر مدقع، أو لذي غرم مفظع، أو دم موجع[10]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ یمن والے جب حج کرنے آئے تو زاد راہ ساتھ نہیں لائے تھے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو توکل کرنے والے ہیں اور پھر جب وہ مکہ میں آتے تو لوگوں سے مانگتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی (وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى 2۔ البقرۃ:197) اور جب حج کو جانے لگو تو زاد راہ ضرور ساتھ لے لیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات اور خوبی زاد راہ میں گداگری سے بچنا ہے:عن ابن عباس قال : كان أهل اليمن يحجون فلا يتزودون ويقولون : نحن المتوكلون فإذا قدموا مكة سألوا الناس فأنزل الله تعالى : (وتزودوا فإن خير الزاد التقوى) رواه البخاري[11]

بعض لوگوں نے توکل کو "زارد راہ" کا درجہ دے دیا تھا اور ان کا یہ خیال تھا کہ حج کے ضروری اخراجات کو چھوڑ کر توکل بہترین چیز ہے لیکن درحقیقت نہ تو وہ توکل تھا اور نہ یہ اچھی بات تھی کہ حج کے لئے حرمین پہنچ کر خالق کو چھوکر مخلوق سے مانگا جائے جو انسانی شرف و عظمت کے خلاف ہے تو اس غلط نظریہ کے رد کے لیے فرمایا گیا ہے کہ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ زاد راہ اپنے ساتھ رکھیں اور بھیگ مانگنے سے بچیں۔ اس وجہ سے فقہاء کی یہ رائے ہے کہ اگر حج کے ضروری اخراجات پاس نہ ہوں اس شخص کے لئے حج پر جانا درست نہیں ہے جس کے نفس میں توکل کی قوت نہ ہو اور اس کو غالب گمان ہو کہ میں شکایت و بے صبری اور گداگری میں مبتلا۔ حدیث میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ اتنے وسائل اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے اکثر منکے نزدیک یہ افضل ہے کہ ہاں اگر کوئی بغیر اسباب کے صرف توکل ہی کو اختیار کرے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے بشرطیکہ اپنے عزم و ارادہ پر مستحکم و مضبوط رہ کر صبر کر سکے اور ایسا کوئی بھی کام نہ کرے جو حقیقی توکل کے منافی ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ ہر نبی نے قبل از نبوت / بعثت بکریاں چرائی ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کیا یارسولؐ اللہ آپ نے بھی چرائی ہیں۔ فرمایا ہاں کچھ معاوضہ پر میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: ما بعث الله نبيا إلا رعى الغنم، فقال أصحابه: وأنت؟ فقال:

نعم، كنت أرعاها على قراريط لأهل مكة[12] ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد "حلال کمائی کی کوشش کرنا باقی فرائض کے بعد لازمی ہے: عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة[13]
ایک روایت میں حضرت مقدام رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ "کسی نے ہرگز اس سے بہتر کھانا نہیں کھایا جو وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور بے شک اللہ تعالی کے نبی حضرت داوٗدؑ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے: عن المقدام رضي الله عنه، عن رسول الله ﷺ قال: ما أكل أحد طعاما قط، خيرا من أن يأكل من عمل يده، وإن نبي الله داود عليه السلام، كان يأكل من عمل يده[14]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زندگیوں سے بھی کافی مثالیں ملتیں ہیں کہ انھوں نے اپنی معاشی خود کفالت کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔ حضرت علی شیر خدا حیدر کرار داماد رسولؐ رضی اللہ عنہ کی زندگی شدید تکالیف میں گزری ابتدا آپ بہت مفلسی سے دوچار رہے آپ کے گھر میں ایک دفعہ فاقہ کی نوبت آگئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ مزدوری کرنے کے لیے ایک یہودی کے باغ میں تشریف لے گئے اور وہاں جاکر کنواں سے ڈول کھینچ کھینچ کر اس یہودی کے باغ کو پانی دیا اور بچوں کے لیے کھانے کا انتظام کر کہ لائے۔ ایک موقع پہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے کہا کہ اگر آپ مجھے کچھ روئی کاتنے کے لیے دے دیں تو میری بیوی اور محمد سلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اسے کات دے گی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو کسی وقت آپ چادریں اٹھا کہ بازار بیچنے کے لیے تشریف لے گئے لوگ حیران ہوئے کہ خلیفۃ الرسولؐ خود تجارت کرینگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کے مشورہ سے آپ کا وظیفہ طے کر دیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں آپ نے دیکھا کہ ایک شخص مغرب کے بعد مانگ رہا ہے آپ نے کسی متمول صاحب سے کہا کہ اس کہ کھانے کا انتظام کر دیجیے انھوں نے فوراانتظام کر دیا اگلے دن دیکھا تو وہ شخص پھر مانگ رہا تھا آپ نے اس شخص سے پوچھا کہ میں نے کہا نہیں تھا کہ اسے کھانا کھلا دو؟ ان صاحب نے عرض کیا کہ میں نے اسی وقت کھلا دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غور کیا تو اس کا تھیلہ روٹیوں سے بھرا ہوا تھا آپ نے اس سے وہ تھیلا لے کہ روٹیاں صدقے کے اونٹوں کو کھلا دیں اور فرمایا کہ تم فقیر نہیں بلکہ تاجر اور آئندہ کے لیے اسے سزا دے کہ ایسا کرنے سے روک دیا۔

دنیا میں انسان کا سب سے زیادہ معاشی استحصال دو وجوہات کی بنیاد پہ ہوتا ہے: 1۔ ارتکاز دولت۔ 2۔ سودی نظام معیشت۔

پوری دنیا میں جتنے بھی نظام اس وقت چل رہے ہیں اور وہ خواہ کوئی بھی نعرہ استعمال کر رہے ھوں ان دونوں نظریات سے باہر نہیں نکل سکتے وہ چاہے سرمایہ دارانہ، جاگیر دارانہ، اشتراکیت کا نظام ہوں۔ جب دولت گردش میں ہوتی ہے تو اس معاشرے میں کوئی غریب نہیں رہتا یہی اسلامی نظام معیشت کا خاصہ ہے۔ اسی وجہ سے خیر قرون یعنی خلفاء راشدہ کے زمانے میں ڈھونڈنے سے بھی کوئی غریب نہیں ملتا تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے زمانے میں بہت فتوحات ہوئیں تو آپ نے ایک مرتبہ حکم دیا کہ اس دولت کو غریبوں میں تقسیم کر دو بہت تلاش و بسیار کے باوجود بھی کوئی مفلوق حال نہ ملا۔ اسلامی نظام معیشت اور دیگر نظام معیشتوں میں جو بنیادی فرق ہے وہ یہ کہ اسلامی نظام معیشت میں ارتکاز دولت کا کوئی تصور نہیں اور نہ دیگر سودی معیشتوں کی طرح اسلامی نظام معیشت میں انسان کا معاشی استحصال کرتا ہے۔ اسلام کے یہ سنہری اصول نہ صرف اسلامی معاشرے سے غربت کو ختم کرتے ہیں بلکہ یہی بنیادی معاشی اصول بہت سے لوگوں کے دخول اسلام کا ذریعہ بھی بنے۔ اسلامی نظام معیشت میں بیت المال کا جو تصور ہے وہ عوام کی امانت و فلاح و بہبود کا ضامن ہے نہ کہ اپنے غریب عوام کے خون پسینے کی

کمائی کھانے کا ادارہ۔ اسلامی نظام معیشت میں سب لگان، زکوۃ، عشر، خمس وغیرہ امانتا جمع ہوتا ہے اور خلیفہ وقت اپنے عمال کے ذریعے انہیں مساویانہ تقسیم کرتا ہے۔

خلاصۂ بحث

اسلام دین فطرت ہے تو اس فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا کوئی بھی عمل شریعت کے حکم کے متصادم نہ ہو اللہ سبحانہ وتعالی نے جس طرح انسانوں کو پیدا کیا اسی طرح حیوانات کو بھی پیدا کیا اور حیوانات میں اللہ تعالی نے اتنی سمجھ رکھی کہ پہچان رکھتے ہیں کہ کون سی چیز ان کے کھانے کی ہے اور کون سی نہیں، وہ اسی پر عمل پیرا ہیں اپنی کفالت کے خود کوشش کرتے ہیں اسی طرح انسان بھی جو کہ اشرف المخلوقات ہے تو اس اشرف المخلوقات ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا میں آنے کے کہ یا تو انسان ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے بیٹھا رہے اور لوگوں سے مانگتا پھرے جو کہ انسان کی فطرت کے خلاف ہے بلکہ اپنی زندگی گزارنے کے لیے خود ہاتھ پاؤں ہلائے، خود کفالت کی شریعت نے تحسین کی ہے اس دوسرے طریقے کو قران وحدیث میں مستحسن کہا گیا ہے قران میں اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۔اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔ ہجرت تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے کی خود ہمارے آقا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حصول معاش کے لیے سامان تجارت لے کر ملک شام گئے اور ایک بڑا منافہ لے کر واپس لے لوٹے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بھی معاشیات کے لیے محنت کرنے کا حکم دیا جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ ایک صحابی ے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے تمہارے گھر میں کیا ہے اس نے کہا ایک برتن ایک ٹاٹ تو آپ ﷺ نے اس کی قیمت لگوائی پھر اس کو بیچ کر ایک درہم گھر کے لیے راشن لانے کے دیا اور دوسرے درہم سے کلہاڑا خرید کر اس کو حصول معاش کے لیے بھیج دیا اور اس کو سوال کی ذلت سے روکا اس طرح روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہترین کمائی اپنے ہاتھ کی کمائی ہے اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے اس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جانشین رسالت کا بھی یہی دستور رہا چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ بنے خلیفہ بننے کے بعد سامان لے کر بازار تجارت کے لیے جا رہے تھے تو حضرت عمر نے ان کو روکا مشورہ کر کے بیت المال سے ان کو وظیفہ مقرر کیا اس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں ایک شخص رات کے وقت سوال کر رہا تھا تو حضرت عمرؓ کے حکم پر ایک صحابی نے اس کو کچھ دیا اگلے دن دیکھا کہ وہ پھر مانگ رہا ہے تو حضرت عمر نے اس آدمی کو بلا کر کہا کہ تم نے اس کو کل کچھ دیا اس نے کہا کہ میں نے دیا تھا، مانگنے والا شخص کا تھیلا دیکھا تو روٹیوں سے بھرا ہوا تھا اس سے روٹیاں لے کر صدقے کے اونٹوں کو کھلا دی اور اسے سخت تنبیہ کی اور آئندہ سوال کرنے سے منع کیا، اسلام ہمیں یہی درس دیتا ہے کہ ہم خود کمائیں معاش کے اصول کی کوشش کریں ہجرت بھی اگر کرنی پڑی تو کریں لیکن سوال کی ذلت سے بچتے رہیں اسلام کی اس تعلیم پر عمل کرنے سے معاشرہ خوشحال اور خوشگوار ہو جائے گا اور غربت و فقر و فاقہ ختم ہو جائے گا نیز اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر معیشت کو مستحکم بنایا جا سکتا ہے۔

References

[1]Abu Qāsim al-Husain Ibn Muhmmad al-Isfahānī, *Al-Mufridāt fī Gharīb al- Quran* (Beirut: Dār al-Qalam,1412 ĀD),596.

[2]Ābd al-Rehmān Ibn Muhammad Ibn khaldūn, *Muqaddimah Ibn khaldūn* (Beirut: Makitba al-Ilmiyyah), 215.
[3]Shāh Waliullāh, *Ḥujātullāhi al-Bālighah* (Beirut: Aār al-Jamīl, 2005),1:90.
[4] Jane Jacobs, Nature and Significānce of Economic Science (New York: Vintage Books), 78.
[5] Dr. Ahmed Sherbasī, Al-Mu'jim al-Iqtisād al-Islāmī (Beirut: Dār al-Jamīl, 1981), 36.
[6]Hifz al-Rehmān Sewhārvī, Islam kā Iqtisādī Nizām (Lahore: Maktiba Rehmānia, n.d),17.
[7] Āl-A'rāf 7:179.
[8] Āl-Nisā', 4:97.
[9]Muhammad Ibn Ismāīl al-Bukhārī, *Sāhīh al-Bukhārī* (Beirut: Dār Tawq al-Najāt, ,1422 ĀH), 3:52.
[10]MuhAmmad Ibn Yazīd Ibn Ābdullāh Ibn Mājah al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah (Beirut: Dār Ihyā al-Kitāb al-Ārabiya,1430)2: 74, Hadīth no: 219.
[11] Al-Bukhārī, *Sāhīh al-Bukhārī*, 3:133.
[12]Al-Bukhārī, *Sāhīh al-Bukhārī*, 3:52.
[13] Āhmād Ibn al-Hussein Ibn Ālī Ibn Mūsā al-Bayhaqī, Āl-Sunan Āl-Kubrā (Beirut: Dār al-kutub al-Ilmiyyah,1424 ĀH), 6:211.
[14] Al-Bukhārī, *Sāhīh al-Bukhārī*, 3:57.